**OPEN ACCESS**
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-4058
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 9-26

# علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔۔اکابر صوفیہ کے ترجمان

# (کمالات محمدیہ ﷺ کے تناظر میں)

## Allama Iqbal as a Representative of Great Sufis

**Dr. Saeed Ahmad**

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

**Dr. Muhammad Ijaz**

Professor & Director Sheikh Zaid Islamic Center, Punjab University, Lahore

**Abstract**

Allama Muhammad Iqbal infused a new spirit into his nation through his poetry. He not only awakened his nation from deep slumber but also goaded it to gird up its lines. Verily, his life-giving poetry played a foundational role in paving the way to demand, strive and finally to establish an independent state for Muslims of the Indo-Pak Subcontinent. His thoughts which mainly reflected in his poetry, were inspired by the eternal message of Islam and Prophet of Islam Hazrat Muhammad (PBUH). The Sufis were the people who dedicated their lives to enlighten the world with the reality of the Truth and the reality of the Holy Prophet Hazrat Muhammad (PBUH). Allama Iqbal very aptly harmonized their thoughts in consonance with the demands of modern times. A thorough study of his poetry reveals that Allama Iqbal was a true interpreter of Sufis in highlighting the Haqeeqat e Muhammadia in its true spirit.

**Keywords:** Muhammad Iqbal, poetry, interpreter of Sufis, Haqeeqat e Muhammadia

یہ کائناتِ ارض و سماء اپنے وجود میں ناقابلِ یقین حد تک معنویت رکھتی ہے۔ رنگوں کا تفاوت، کرنوں کی تمازت، پھولوں کی طراوت اور اثمار کی حلاوت پوری آب و تاب سے اپنے مخدوم حضرت انسان کی خدمت کے لئے مصروف کار ہے۔ بنی آدم کے لیے تسخیر کائنات کی اس حقیقت کو قرآن اور صاحبِ قرآن دونوں بیان کرتے ہیں۔ مہکتی سانسیں، دھڑکتا دل، گرم لہو، متحرک بدن،

فعال دماغ، الغرض سیر آفاقی ہو یا پھر انفسی، اپنی جملہ گہرائیوں اور گیرائیوں سے واضح کرتی ہے کہ خلاقِ عالم کی جملہ تخلیقات کس طرح اپنی خدمات حضرت انسان کے حضور پیش کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت انسان کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بحرِ عیش و نشاط میں ہی نہ ڈوبا رہے اور خواہشاتِ نفسانیہ کا ہی بندہ نہ بن کے رہ جائے بلکہ اس کریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں جبینِ نیاز جھکانا اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور اس کے احکام و اوامر پر عمل پیرا رہنے کو حرزِ جاں بنائے۔ بندے پر فرض ہے کہ اس کے افکار و خیالات کا سنکھ اسی کی تعریف و ثناء کے نغمے بکھیرتا رہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کی لامتناہی صفات انسان کے دائرۂ افکار میں کیونکر آسکتی ہیں؟ اس کے حسنِ بے کیف کی تعریف ہو تو کیونکر؟ وہ تو ادراک ابصار 1 سے ماوراء ہے اور احاطۂ افکار سے کوسوں دور، نہ تو فہم و نظر کی مجال ہے اور نہ سمع و بصر واقفِ احوال۔ بساطِ انسانی میں اتنی وسعت کہاں کہ اس کی توصیف کو جامۂ الفاظ میں سمویا جاسکے؟ البتہ ایک صورت ہے جس میں اس مشکل امر سے نبرد آزما ہوا جاسکتا ہے، وہ یہ کہ کوئی بارگاہ شناس مل جائے، جو اس کی انگلی پکڑ کر جادۂ مستقیم پر گامزن کر دے، کیونکہ راہنما کے بغیر اس راہ پر چلنا مشکل ہی نہیں، تقریباً ناممکن بھی ہے۔ اگر کوئی بے خبر راہی کوشش کرے گا بھی تو بھٹک جائے گا اور قعرِ مذلت میں جا گرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر بدیہیات میں سے ہے کہ آج بھی اگر کوئی معرفتِ الٰہی کے جام نوشِ جاں کرنا چاہتا ہے تو اسے در گاہِ رسالت مآب ﷺ کا دریوزہ گر بننا پڑے گا۔ حسنِ لم یزل کے جلووں سے مشامِ جاں کو معطر کرنے کے لیے بارگاہِ مصطفوی ﷺ کا حاشیہ نشیں ہونا ہو گا۔ اس لئے کہ نبی آخر الزماں ﷺ مظہرِ ذات و صفاتِ کبریاء ہیں۔ جس طرح کائنات کا ذرہ ذرہ رب العالمین کی ربوبیت کا محتاج ہے، اسی طرح رحمۃ للعالمین کی رحمت کا بھی دست نگر ہے۔ بقول غالب:

ہر کجا ہنگامۂ عالم بود　　رحمۃ للعالمینی ہم بود(2)

"یعنی جہاں کہیں بھی ہنگامۂ ہست و بود اور نظامِ وجود ہو گا، اس کی تکمیل کے لئے رحمۃ للعالمین کا وجودِ مسعود بھی ہو گا۔"

بلکہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بطور زندہ رود جب مرزا غالب کی روح سے حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اس عقدہ کو مزید وا کرنے کی التجا کرتے ہیں تو مرزا غالب فقط اتنا کہہ کر مزید راز افشاء کرنے سے معذرت کر لیتے ہیں:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداء است　　رحمۃ للعالمینی انتہاء است(3)

"اللہ تعالیٰ کے نظامِ ربوبیت کی ابتداء تخلیق، تقدیر اور ہدایت سے ہوتی ہے، جبکہ اس کی انتہاء

رحمۃ للعالمین پر ہوتی ہے۔"

مزید بر آں علامہ اقبال کو جب بارگاہِ غالب سے تشفی نہ ہوئی تو شہیدِ عشق منصور حلاج کی روح ان کی طرف متوجہ ہوئی اور یہ نقطہ سمجھا گئی کہ

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو   آن کہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نور مصطفیٰ او را بہاست   یا ہنوز اندر تلاش مصطفی است[4]

"اس جہانِ رنگ و بو میں جدھر بھی دیکھیں، اس خاک سے جو بھی آرزو ہویدا ہوتی ہے، وہ یا تو نورِ مصطفیٰ ﷺ سے چمک رہی ہے اور یا ابھی تک مصطفیٰ کریم ﷺ کی تلاش میں ہے۔"

اسی حقیقت کا اظہار شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "فیوض الحرمین" میں کیا ہے۔[5]

اسی لیے کہیں ارشاد ہوا کہ:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"[6]

(محبوب ان سے فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، تب اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرمائے گا)

تو کہیں فرمایا:

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"[7]

(جس نے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ جل مجدہ کی اطاعت کی)

کہیں:

" وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى "[8]

ارشاد ہوا:

(وہ اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتے۔ یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے)

تو کہیں فرمایا:

" وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "[9]

(جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں عطا کریں، اسے لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں منع فرمائیں، اس سے باز رہو)

خود مطاعِ مطلق، نبی کریم ﷺ نے بھی واضح فرمادیا:

"لا یومن احدکم حتی اکو ن احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین"[10]

(تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں)

یہی سبق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکتبِ عشق کا اولین نصاب تھا اور صوفیۂ عظام نے اپنی خانقاہوں میں اسی سلیبس کو نافذ العمل قرار دیا۔ ذیل میں حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے حوالے سے میدانِ تصوف کے رجال کار کے افکار و نظریات کی ترجمانی فکرِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں واضح کرنے کی سعی کی جا رہی ہے:

## حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رسول اللہ ﷺ کے حکمران اور والی ہونے کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''من لم یر ولایۃ الرسول فی جمیع احوالہ علیہ و لم یر نفسہ فی ملکہ لم یذق حلا وۃ سنۃ'' (11)

''جو شخص اپنے تمام احوال پر رسول اللہ ﷺ کی حکمرانی تسلیم نہیں کرتا اور اپنے وجود کو رسول اللہ ﷺ کی ملکیت نہیں سمجھتا، وہ سنت تو دور کی بات ہے، سنت کی حلاوت سے بھی محروم رہتا ہے''۔

اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علمِ نخیلِ بے رطب (12)

اسی لئے علامہ محمد اقبال امت مسلمہ کی ذلت و خواری کے تدارک کے لئے بارگاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ میں عرض گذار ہیں:

مسلماں آں فقیر کج کلاہے — رمید از سینۂ او سوزِ آہے
دلش نالد چرا نالد نداند — نگاہے یا رسول اللہ نگاہے (13)

''مسلماں جو کہ اپنی فقیری میں بے پرواہ تھا، اس کا سینہ سوز و گداز کی آہ و زاری سے خالی ہو گیا ہے۔ اس کا دل روتا ہے مگر رونے کا سبب نہیں معلوم۔ ایسے عالم میں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کچھ نظر کرم فرمائیں''۔

نبی کریم ﷺ کی محبت اور ان کی بارگاہ میں حضوری ایک مسلمان کی روح کا جزوِ لاینفک ہے اور اس میں کسی طرح کی مصلحت بینی اس کے لیے زہرِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اقبال اس بات

کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کا وجود اس محبت کے بغیر فضول اور بے کار ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں:

اے فروغت صبحِ اعصار و دہور — چشمِ تو بینندۂ مافی الصدور[14]

"اے رسول مکرم ﷺ! آپ کا نور تمام زمانوں کی صبح کے لئے روشنی کا باعث ہے اور آپ ﷺ کی نگاہِ ناز سینوں میں پوشیدہ اسرار سے بھی واقف ہے"۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی فکر، قرآن حکیم سے کشید کی ہوئی ہے۔ اسی کا اظہار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں یوں کرتے ہیں:

گر دلم آئینہ بی جوہر است — ور بحر فم غیر قرآن مضمر است
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن — ایں خیاباں را ز خارم پاک کن
خشک گردان بادہ در انگورِ من — زہر ریز اندر مئے کافورِ من
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا — بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا[15]

"اگر میرے دل کا آئینہ جوہر سے خالی ہے، اگر میرے حروفِ شاعری میں قرآن مجید کے علاوہ کچھ اور ہے تو آپ میری فکر کی عزت و حرمت کا پردہ چاک کر دیجئے اور ایسا انتظام فرمایئے کہ میرے کانٹوں سے پھولوں کی یہ کیاری پاک ہو جائے۔ میرے انگور کے اندر والی شراب کو انگور میں ہی خشک کر دیجئے اور میری کافوری شراب میں زہر کی آمیزش کر دیجئے۔ روزِ محشر مجھے ذلیل و رسوا کر دینا، بلکہ مجھے اپنی قدم بوسی کی سعادت سے بھی محروم کر دینا"۔

حضرت عبد اللہ بن سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی ہی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ انسان کو اپنے انسان ہونے کی حقیقی خبر اسی وقت ہو گی، جب وہ محبتِ رسول ﷺ کو دل میں جگہ دے۔ فکرِ اقبال کے مطابق اگر نماز جیسی حالت میں بھی ولایتِ مصطفوی ﷺ کو درمیان سے نکال دیا جائے تو وہ عبادت بھی ذریعۂ وصل بننے کی بجائے حجاب بن جاتی ہے۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب[16]

یہی وہ نعمت ہے جسے نکال باہر کرنے کی سازشیں شروع دن سے چلی آرہی ہیں۔ اقبال اس سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　　روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات　　　اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو[17]

ہر طرح کی ملاوٹ سے پاک اور خالص فکرِ عرب یہی تھی کہ نبی کریم ﷺ کو بندۂ مومن کی جان پر ولایت اور اولویت حاصل ہے اور اسی تصور کو ذہن میں جاگزیں رکھنے میں اہلِ ایمان کی معراج ہے۔یہی فکر آیاتِ قرآنیہ سے مترشح ہوتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ''[18]

(نبی اکرم ﷺ مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں)

چنانچہ جماعتِ صوفیۂ عظام اس امر پر متفق ہے کہ قربِ خداوندی کے حصول اور تزکیۂ و احسان کی گھاٹیاں عبور کرنے کے لیے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی نسبتِ قرب اور ادب لازمی اور اولین شرط ہے۔ ذرا سی بے ادبی کشتِ اعمال کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور انسان کو خبر ہی نہیں ہو پاتی کہ اس کے سارے اعمال اکارت ہو گئے ہیں بلکہ اہانتِ نبوی ﷺ کے مرتکب سے توبہ کی توفیق بھی سلب کر لی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ عرفاء کے نزدیک اہانت ،شرک سے بڑا جرم ہے ۔جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

''اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ''[19]

(کہ تمہارے اعمال کا ضیاع ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو)

بقول خواجہ غلام فخر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے　　　فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا　　　اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا[20]

لہذا بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کا جتنا زیادہ ادب ارزانی ہو گا، اتنا ہی قرب خداوندی نصیب ہو گا۔

## شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ اکبر حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اصلِ کائنات ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

''فعندما وجد عينہ لم يوجده الا واليا سلطانا ملحوظا ثم جعل لہ نوابا حين تاخرت نشاة جسده ﷺ فاول نائب كان لہ و خليفة آدم ثم ولد و اتصل النسل وعين فى كل زمان خلفاء الىٰ ان وصل زمان نشاة الجسم الطاهر محمد ﷺ فظهر مثل الشمس الباهرة فاندرج كل نور

فی نوره الساطع و غاب کل حکم فی حکمہ و انقادت جمیع الشرائع الیہ و ظهرت سیادتہ التی کانت باطنۃ فهو الاول والاخر و الظاهر و الباطن و هو بکل شیء علیم''(21)

''پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ''عین'' کو وجود عطا فرمایا تو (اسی وقت سے) اسے والی اور صاحبِ مرتبہ سلطان بنا دیا۔ پھر آپ ﷺ کی نشاۃ عنصری کے تأخر (زمانی) کے پیشِ نظر، آپ ﷺ کے نائب بنائے گئے۔ پس آپ ﷺ کے پہلے نائب اور خلیفہ سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر ولادتِ انسانی کا سلسلہ چلتا رہا اور نسلِ انسانی آگے بڑھتی رہی اور ہر زمانے میں آپ کے خلفاء مقرر کیے جاتے رہے، یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کے جسمِ اطہر کی نشاۃ کا زمانہ آن پہنچا۔ پس جب آپ روشن سورج کی طرح ظاہر ہوئے تو ہر نور (نبوت و رسالت) آپ کے چھا جانے والے نور میں چھپ کر رہ گیا، ہر حکم (شریعت) آپ کے حکم میں غائب ہو گیا، تمام شریعتیں آپ ﷺ کے تابع ہو گئیں اور آپ ﷺ کی سیادت (سرداری) جو اب تک (لوگوں کی نظر سے) پوشیدہ تھی، وہ ظاہر ہو کر سامنے آ گئی۔ پس آپ ﷺ ہی اول (خلقت میں) ہیں، آپ ﷺ ہی آخر (بعثت میں) ہیں اور آپ ﷺ ہی ظاہر (انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے) ہیں اور آپ ﷺ ہی باطن (باقی مخلوق کے لئے) ہیں۔ اور آپ ﷺ (رحمۃ للعالمین ہونے کے ناطے سے) ہر چیز کا علم رکھتے ہیں''۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ(22)

اقبال پوری شرح و بسط سے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ تک رسائی کو کامیابی کا نسخہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست(23)

''آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کتابِ دوجہاں کا دیباچہ ہیں۔ آقا صرف آپ ہیں اور ساری دنیا آپ ﷺ کے غلام کا درجہ رکھتی ہے''۔

مزید اسی ضمن میں فرمایا:

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست(24)

''جس کسی کے پاس عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا سامان موجود ہو، کائنات کی ہر خشک و تر شے سمٹ کر

اس کے دامن میں آجاتی ہے"۔

## شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ نے بھی "الانسان الکامل" (جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق تحریر کی تھی) میں رسول اللہ ﷺ کو جملہ کائنات کا محور قرار دیا ہے:

"اعلم حفظک اللہ،ان الانسان الکامل ھو القطب الذی تدور علیہ افلاک الوجود من اولہ الی اخرہ"[25]

"جان لیں! اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے کہ انسان کامل ہی وہ محور ہے جس کے گرد افلاکِ وجود اول تا آخر محو طواف ہیں"۔

حضرت اقبالؒ نے اسی عبارت کو اشعار کے پیرہن میں لوگوں کے سامنے یوں پیش فرمایا:

گردِ تو گردد حریم کائنات      از تو خواہم یک نگاہِ التفات
ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی      کشتی و دریا و طوفانم توئی [26]

"کائنات کے سارے احترام آپ ﷺ کے گرد محوِ طواف ہیں۔ میں بھی آپ ﷺ کی ایک نگاہِ التفات کا طالب ہوں۔ میرا ذکر و فکر اور علم و عرفان آپ ﷺ ہی ہیں، میری کشتی بھی، دریا بھی اور طوفان بھی آپ ﷺ ہی کی ذات ہے"۔

اقبال بندۂ مومن کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اسے تعلق بالرسالت کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اسے مضبوط بنانے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ دورِ حاضر میں ہماری ناکامی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم اس بارگاہ سے تعلق کو کمزور کر بیٹھے ہیں جس کا ہمیں بہت زیادہ خسارہ اٹھانا پڑ رہا ہے، علامہ فرماتے ہیں:

ای تہی از ذوق و شوق و سوز و درد      می شناسی عصر ما با ما چہ کرد
عصر ما ما را ز ما بیگانہ کرد      از جمال مصطفی بیگانہ کرد
سوز او تا از میان سینہ رفت      جوہر آئینہ از آئینہ رفت[27]

"اے کہ تُو ذوق و شوق، سوزِ عشق اور دردِ محبت سے خالی ہے، تو کیا جانے کہ ہمارے زمانے نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ ہمارے زمانے نے تو ہمیں اپنے آپ سے بے نیاز کر کے جمالِ مصطفی ﷺ سے بھی بیگانہ کر دیا ہے۔ ان کے عشق کا سوز آہستہ آہستہ سینے سے نکل گیا، گویا آئینے کی چمک آئینے سے جاتی رہی اور آئینہ اپنے جوہر سے خالی ہو گیا"۔

زمانہ اپنی چال چل گیا اور ہم خوابِ غفلت میں ڈوبے رہے اور اسی خواب غفلت سے قعر مذلت میں جا پڑے۔ آج جس قدر ذلت کا سامنا مسلمانوں کو ہے، شاید ہی دنیا میں کسی کو ہو۔ ہر طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے، اقوامِ عالم اہلِ اسلام پر ظلم و استبداد کے پنجے گاڑ چکی ہیں اور مسلمان ہیں کہ اپنی رسوائی پر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بے فکری کی کسی گہری کھائی میں گرے پڑے ہیں۔ اقبال اس ساری صورت حال پر نوحہ کناں بھی ہیں اور اس کا حل بھی بتاتے ہیں، فرماتے ہیں:

شبی پیش خدا بگریستم زار — مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم — دلے دارند و محبوبے ندارند[28]

"رات میں اللہ کی جناب میں بہت رویا کہ مسلمان کیوں رسوا و خوار ہیں؟ آواز آئی: کیا تو نہیں جانتا کہ یہ قوم، دل رکھتی ہے مگر محبوب نہیں رکھتی، یعنی حضور اکرم ﷺ کو اپنا آئیڈیل نہیں بناتی"۔

مزید اس ضمن میں علامہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک — نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ[29]

## امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بندے اور رب تعالیٰ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کو واسطۂ کبریٰ اور وسیلۂ عظمیٰ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"و مما انعم اللہ تبارک و تعالیٰ بہ علیّ جعلنی رسول اللہ ﷺ واسطۃ بینی و بین اللہ تبارک وتعالیٰ فی حاجۃ طلبتھا لانہ ﷺ کبیر الحضرۃ الالٰھیۃ،فسوالنا ربنا جل وعلا بلا واسطۃ سوء ادب معہ ﷺ ولانا لا نعرف الادب مع اللہ تبارک و تعالیٰ لعدم احاطتنا بہ عز و جل بخلاف رسول اللہ ﷺ"[30]

"مجھ پر اللہ کے مجملہ احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے طلبِ حاجات میں رسول اللہ ﷺ کو واسطہ بناتا ہوں، کیونکہ دربارِ الٰہیہ میں آپ کا بہت بڑا مقام ہے۔ پس ہمارا اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے واسطہ کے بغیر سوال کرنا بے ادبی ہے کیونکہ ہم بارگاہ خداوندی کے آداب سے واقف نہیں ہیں۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کو ان آداب کی کامل معرفت حاصل ہے"۔

ایک اور مقام پہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"آپ نے رسول اللہ ﷺ کے واسطہ و وسیلہ کو حذف کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے سے منع فرمایا ہے، اس طرح کرنے سے مبتدع ہو گا نہ کہ متبع۔ جبکہ کامل بندہ اپنا ہر قدم اتباع نبوی ﷺ کے مطابق اٹھاتا ہے"۔[31]

بقول اقبال:

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[32]

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا بکثرت ذکر الٰہی کرنے اور درود شریف پڑھنے کا معمول بالغ ہونے سے شروع ہوا اور یہ ۹۱۴ ہجری کا زمانہ تھا، فرماتے ہیں کہ میرے اوپر جو الہام ہوا، وہ یہ تھا:

"فمن جعل الذکر و الصلوۃ علی رسول اللہ ﷺ شغلہ فاز فی الدارین بفضل اللہ و رحمتہ لان اللہ تبارک و تعالیٰ ھو السید الاعظم و لیس عندہ احد من الوسائط افضل من رسول اللہ ﷺ فلا یرد اللہ تعالیٰ لہ سوالا فی شیء سالہ فیہ لاحد من امتہ و اذا علم الانسان ان السلطان لایرد کلام الوزیر الاعظم عندہ من العقل ان طالب الحاجۃ لا یبرح عن باب الوزیر لیقضی لہ حوائجہ فی الدنیا و الاخرۃ"[33]

"پس جو صاحبِ ایمان ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کو اپنا معمول بنا لے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے دین و دنیا میں کامیابی سے ہمکنار ہو گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ "سید اعظم" ہے اور اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی افضل واسطہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کے حق میں کوئی بھی دعا رد نہیں فرماتا اور جب انسان یہ جان لے کہ سلطان کائنات (اللہ تعالیٰ) اپنے دربار کے وزیر اعظم (رسول اللہ ﷺ) کے کلام کو رد نہیں فرماتا، تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ حاجت مند وزیر اعظم (رسول اللہ ﷺ) کے دروازہ سے تجاوز اور روگردانی نہ کرے تاکہ دنیا اور آخرت میں اس کی حاجات پوری ہوں"۔

جیسا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است[34]

علامہ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے — نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے[35]

علامہ فرماتے ہیں:

دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے — بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے — اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے — رفعت شان "رفعنالک ذکرک" دیکھے[36]

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان مردانِ کار میں سے ہیں، جن کی تجدیدی کاوشوں کا اثر صدیوں تک رہے گا۔ آپ نے اکبری فتنہ کی بیخ کنی کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں ارشاد فرمایا تھا:

"ثبتنا الله سبحانہ و ایاکم علیٰ جادة الشریعة المصطفویہ علیٰ صاحبها الصلوة والسلام و التحیة اذ هو ملاک الامر و مدارة النجاة و مناط السعادة و لنعم ما قیل بالفارسیة

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسی کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او[37]

(اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو شریعتِ مصطفوی ﷺ کے جادۂ مستقیم پر ثابت قدمی عطا فرمائے کیونکہ یہی سب سے بڑا مقصد ہے، اسی میں نجات کا دارومدار ہے اور سعادت کا محور بھی یہی ہے۔ کسی نے فارسی زبان میں کیا خوب کہا ہے: محمد عربی ﷺ دونوں جہانوں کی آبرو ہیں، جو ان کے در کی خاک نہیں بنتا، اس کے سر پر پھر (ذلت ورسوائی کی) خاک پڑتی رہے گی۔)

علامہ صاحب بھی اسی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است — آبروئے ما زنام مصطفیٰ است[38]

"مسلمان کے دل میں مقامِ مصطفیٰ ﷺ جاگزیں ہے۔ آپ ﷺ کے نام کی بدولت ہماری آبرو سلامت ہے"۔

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پہ فرماتے ہیں:

جب تک آدمی کا دل پراگندہ تعلقات سے آلودہ رہے گا، اس وقت تک وہ محروم و مہجور ہی

رہے گا۔ دل میں بسی غیر اللہ کی محبت کا زنگ دور کرنا نہایت ضروری ہے۔ دل کے زنگ کو دور کرنے والا بہترین صیقل اور عمدہ ترین چیز مصطفیٰ کریم ﷺ کی سنت کی اتباع ہے، جس کا دار و مدار نفسانی عادات کو ختم کرنے اور ظلمانی رسومات کو دور کرنے پر ہے۔ اس شخص کے لیے خوشخبری ہو، جو اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہو گیا اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو (اتباع نبوی ﷺ کی) اس عظیم دولت کو حاصل کرنے سے محروم رہا۔[39]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

بمنزل کوش مانندِ مہِ نو     دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر     بحق دل بند وراہِ مصطفیٰ رو

"نئے چاند کی طرح منزل کی طرف کوشش جاری رکھ اور اس نیلی فضا میں ہر لحہ آگے بڑھتا جا۔ اگر اس دنیا میں اپنا مقام چاہتا ہے تو اللہ کے ساتھ لو لگا اور مصطفیٰ ﷺ کے راستے پر گامزن ہو جا"۔

اور

شکوہ سنج سختی آئین مشو     از حدود مصطفیٰ بیرون مرو[40]

"آئین کی سختی کا گلہ نہ کر۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ کی مقرر کردہ حدود سے باہر نہ نکل"۔

حضرت مجدد قدس سرہ کو نبی ﷺ سے محبت کا ایک خاص تعلق تھا اور آپ اس تعلق محبت میں بڑے واضح تھے۔ آپ اس کا برملا اظہار بھی فرماتے۔ مبدا و معاد میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"وقتے از اوقات با جمعہ از درویشان نشستہ بودیم ایں فقیر از محبت خود نسبت بغلامان آن سرور داشتہ علیہ و علیٰ الہ الصلوات و التسلیمات چنیں گفت کہ محبت آن سرور بر نہجے مستولے شدہ است کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بواسطہ ء آن دوست می دارم کہ رب محمد ﷺ است"[41]

(ایک مرتبہ جمعہ کے دن ہم درویش بیٹھے تھے، اس فقیر نے اپنی محبت کے باعث جو سرور کائنات علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات کے غلاموں سے تھی، یوں کہا کہ آں سرور ﷺ کی محبت اس طور مجھ پر غالب ہو گئی کہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ سے اس واسطے سے محبت کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کا رب ہے"۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کمال ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معنیٔ حرفم کنی تحقیق اگر بنگری بہ دیدۂ صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی از خدا محبوب تر گردد نبی [42]

"اے مخاطب! اگر تو میری بات کی تحقیق کرنا چاہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ حضرت صدیق اکبرؓ کی ہو تو ایک وقت آتا ہے کہ حضور انور ﷺ کی ذاتِ گرامی قلب و جگر کی واحد قوت بن جاتی ہے اور سرکارِ عالم ﷺ اُس کی نظر میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں"۔

## شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

"تمام احوالِ اوقات میں اور بالخصوص عبادت کی حالت میں اور اس حالت کی انتہاء میں جب وجود میں نورانیت اور ان احوال کا انکشاف زیادہ اور قوی حالت میں ہونے لگتا ہے (حضور ﷺ کا تعلق باعث راحت ہو جاتا ہے) اور بعض عارفین نے کہا ہے کہ خطاب، حقیقت محمدیہ ﷺ کے راز کے باعث ہے، موجودات کے ذروں میں، ہر ممکنہ چیز میں حقیقت محمدیہ ﷺ موجود ہے پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذوات میں موجود ہیں، اس لیے نمازی کو چاہیے کہ (تشہد میں "السلام علیک ایھا النبی" کہتے ہوئے) اس بارگاہ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قربِ انوار سے نور حاصل کرے"[43]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب [44]

## خلاصۂ بحث

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار کی بدولت مسلمانانِ ہند کے تنِ بے روح میں جو روح پھونکی ہے، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ آپ کی شاعری نے اس خفتہ قوم کے سپوتوں کو نہ صرف خوابِ غفلت سے بیدار کیا بلکہ اپنی منزل اور مقصد کی آگہی اور آگاہی بھی عطا کی۔ آپ کی شاعری کا جادوئی اثر ہی تھا کہ دورِ غلامی میں بھی امت ایک محاذ پر یکجا و متحد ہو گئی اور ارض پاک کی صورت میں ایک دوسری اسلامی نظریاتی ریاست حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ آپ کے اشعار کا اگر عمیق نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح مترشح ہوتی ہے کہ آپ کے بیشتر اشعار نہ

صرف اسلاف کے عقائد اور تعلیمات کے ترجمان ہیں بلکہ تاریخی حقائق کے عکاس بھی ہیں۔ شاید اسی لئے آپ کو ترجمانِ حقیقت کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی تعلیمات کا تصوف آمیز بنیادی رجحان "سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را" کے مصداق امتِ راہ گم کردہ کی اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ادب اور وابستگی کو مضبوط کرتا ہے۔ اس مقالہ کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صوفیہ کرام کے عقائد و نظریات پر مبنی مکمل عبارات کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے اپنے اشعار کی صورت میں نسل نو کے سامنے پیش کر دیا۔ سطور بالا میں متقدمین و متاخرین صوفیہ کرام کی آراء کا علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کی روشنی میں لئے گئے جائزہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ علامہ اقبال حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اظہار میں اکابر صوفیہ کے ترجمان ہیں۔

## سفارشات و تجاویز

اس مقالہ کے مندرجات کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں کچھ سفارشات و تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ اقبال کی فکر گہرے مطالعہ پر مبنی ہے۔ اس سے شناسائی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اکابر صوفیہ کی فکر کا مطالعہ کیا جائے۔

۲۔ تصوف کے ضمن میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو عام کیا جائے۔ اس حوالہ سے چند ایک منتخب عناوین کو شاملِ نصاب کیا جائے۔

۳۔ معاشرے میں تصوف کے حوالہ سے عموماً دو قسم کے نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک تصوف مخالف فکر، جو محض نقد کرتی ہے اور چند ایک نام نہاد صوفیہ کے اقوال کو بنیاد بنا کر پوری جماعتِ صوفیہ کو نشانۂ تنقید بناتی ہے۔ جبکہ دوسری فکر محض تحسین کے پہلو کو نمایاں کرتی ہے اور اس ضمن میں وارد ہونے والے غلط نظریات کی تہذیب کے لئے خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھاتی۔ عصرِ حاضر میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ان دونوں افکار کے مابین اعتدال و توازن قائم کرنے کے لئے فکرِ اقبال سے استفادہ کیا جائے۔

۴۔ یومِ اقبال کے موقع پر جہاں بے شمار سرکاری و غیر سرکاری سطح پر کانفرنسز و سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں مختلف موضوعات پر گفتگو کی جاتی ہے، وہیں اکابر صوفیہ کے ترجمان کے طور پر بھی فکرِ اقبال کا مطالعہ کیا جائے۔

۵۔ جامعات میں اس موضوع پر ایم۔فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر ریسرچ تھیسز کروائے جائیں تا کہ عصرِ حاضر کا علم فتویٰ باز، فتنہ پرور اور فساد انگیز ہونے کی بجائے نفع بخش ہو جائے اور زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

۶۔ نظریاتی اساس کو مضبوط بنانے کے لئے پرائمری سے لے کر جامعاتی سطح تک مذکورہ بالا عنوان پر ٹریننگ کورسز اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے تا کہ سوشل میڈیا کے ہاتھوں اغواء شدہ نسل نو اپنے اسلاف کی تعلیمات سے آگاہ ہو کر مستقبل کی تعمیر کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

# حوالہ جات و حواشی

1۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الانعام، ۶:۱۰۳)

2۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، جاوید نامہ، اسد پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۱۲۶

3۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، جاوید نامہ، ص:۱۲۷

4۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، جاوید نامہ، ص:۱۲۸

5۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ انھیں "كنت نبياً و آدم منجدل بين الماء والطين" کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے تو انھیں اس کا مشاہدہ کرایا گیا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"سألته صلى الله عليه وسلم عن معنى قوله: "كنت نبيا و أدم منجدل بين الماء والطين" و ما كان هذا السؤال بلسان المقال ولا الإخطار بالبال بل ملأت روحى شوقا و تروعا إلى هذا السرّ ثم ألصقتها بجنابه اشدّ ما أقدر فامتلأت منه بصورة مثالية فأرانى صورته الكريمة المثالية بل أن يوجد فى عالم الأجسام ثم أرانى كيفية انتقاله إلى هذا العالم من عالم المثال و أرانى أشباح الأنبيا المبعوثين و كيف أفيض عليهم النبوة من حضرة التدبير حذوما افيض عليه فى عالم المثال من تلك الحضرة و أرانى أشباح الأولياء و كيف يفاض عليهم العلوم والمعارف بعده فوضح لى الامر واستبان و وعيت عنه ما افاض على من الصورة المثالية و فطنت بما اراد فى تلك الإفاضة" (شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین، (گیارہواں مشاہدہ)، حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ط۔۱، (۲۰۰۷ء)، ص:۴۲

(میں نے نبی اکرم ﷺ سے آپ کے فرمان "میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا خمیر پانی اور مٹی میں تیار ہو رہا تھا" کی حقیقت دریافت کی۔ یہ سوال نہ تو زبان مقال سے تھا اور نہ ہی خیال کی صورت میں میرے دماغ میں آیا تھا بلکہ میری روح اس راز کو جاننے کے شوق اور اُس کی محبت میں سرشار ہو گئی۔ پھر میں نے اپنی روح کو حسبِ امکان آپ ﷺ کی بارگاہ کے قریب کر دیا۔ اس کی وجہ سے میری روح آپ ﷺ کی مثالی صورت سے بھر گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھے اپنی وہ مثالی صورت دکھائی، جو اس عالمِ اجسام میں جلوہ فرما ہونے سے پہلے، عالمِ مثال میں تھی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے عالمِ مثال سے اس عالم (اجسام) میں اپنے منتقل ہونے کی کیفیت بتائی اور اس طرح مجھے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثالی صورتیں بھی دکھائی گئیں اور بارگاہِ خداوندی سے ان انبیاء علیہم السلام پر جیسے جیسے نبوت کا فیضان ہوا اور نیز جس طرح آپ ﷺ پر عالمِ مثال میں بارگاہِ خداوندی کی طرف سے

اس نعمت کا فیضان ہوا تھا، اُس کی کیفیت دکھائی۔ بعد ازیں مجھے اولیاء کی مثالی صورتیں اور اُن پر علوم و معارف کا فیضان کس طرح ہوتا ہے؟ دکھایا گیا۔ اس طرح یہ حقائق میرے لیے بالکل واضح ہو گئے اور جو کچھ اس مثالی صورت سے مجھ پر فیضان ہوا تھا، میں نے اُسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور اس فیضان سے جو مراد و مقصود تھا، اُسے سمجھ گیا)


6۔ آل عمران، ۳:۲۱

7۔ النساء، ۴:۸۰

8۔ النجم: ۵۳: ۳۔۴

9۔ الحشر، ۵۹:۷

10۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، ط۔۱، (۱۴۲۲ھ) کتاب الایمان، باب حب رسول اللہ ﷺ من الایمان، ج:۱، ص:۱۲، رقم الحدیث:۱۵

11۔ السلمی، ابو عبدالرحمن محمد بن حسین، تفسیر السلمی، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ج:۲، ص:۱۴۱

12۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، الفیصل ناشران، لاہور، (۱۹۹۵ء)، ص:۹۵

13۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، ارمغان حجاز، ص:۳۰

14۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، اسد پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۱۶۸

15۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، ص:۱۶۸

16۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، ص:۹۴

17۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، ضربِ کلیم، الفیصل ناشران، لاہور، (۱۹۹۵ء)، ص:۱۲۴

18۔ الاحزاب، ۶:۳۳

19۔ الحجرات، ۴۹:۲

20۔ فخر الدین سیالوی، خواجہ، باب جبریل، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۳

21۔ ابن عربی، محی الدین، الفتوحات المکیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، (س،ن)، باب اول منفصل فیھا، ج:۱، ص:۱۳۱

22۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص:۱۴

23۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، ص:۲۱

24۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، پیام مشرق، اسد پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۲۰

25۔ الجیلی، شیخ عبد الکریم بن ابراھیم، م ۸۰۵ھ، الانسان الکامل فی معرفۃ الاواخر و الاوائل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، (۱۹۹۷ء)، ص:۱۲۰
26۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، اسد پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۵۰
27۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، پس چہ باید کرد اے اقوام شرق، ص:۲۴
28۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، ارمغانِ حجاز، ص:۴۱
29۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، ص:۳۸
30۔ الشعرانی، عبد الوھاب بن احمد، المنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ، ص:۲۷۱
31۔ الشعرانی، عبد الوھاب بن احمد، المنن الکبریٰ، ص:۲۷۱
32۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، الفیصل ناشران، لاہور، (۱۹۹۵ء)، ص:۱۵۸
33۔ الشعرانی، عبد الوھاب بن احمد، المنن الکبریٰ، ص:۶۶۵
34۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، ارمغان حجاز، اسد پبلیکیشنز، لاہور (س،ن)، ص:۴۹
35۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، ص:۱۵۷
36۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، ص:۱۵۷
37۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر:۴۲، دفتر اول، حصہ دوم، مکتبہ القدس کانسی روڈ کوئٹہ، (س،ن)، ص:۵۹
38۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، ص:۱۹
39۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر:۴۲، دفتر اول، حصہ دوم، ص:۵
40۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، ص:۴۱
41۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مبدا و معاد، عرفان سیفیہ پبلی کیشنز، لاہور، (۲۰۱۶ء)، ص:۱۳۳
42۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، اسرار و رموز، ص:۱۰۰
43۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، مرآت سلطانی، باھو پبلکیشنز، لاہور، (۲۰۱۳ء)، ص:۳۱۷
44۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، ص:۹۴